Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 3 Issue 1, Spring 2023
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

کرنل ڈاکٹر ابدال بیلا بحیثیت سیرت نگار: منہجی واسلوبیاتی مطالعہ

Title: **Col. Dr. Abdal Bela as a Biographer: Methodological study**

Author (s): Sobia Gulnaz[1]

Affiliation (s): Government College University Faisalabad, Pakistan

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.31.02

History: Received: January 5, 2023, Revised: March 11, 2023, Accepted: April 14, 2023, Published: June 20, 2023

Citation: Gulnaz, Sobia. "Col. Dr. Abdal Bela as a Biographer: Methodological study." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 3, no.1 (2023): 14–33. https://doi.org/10.32350/mift.31.02

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

کرنل ڈاکٹر ابدال بیلا بحیثیت سیرت نگار: منہجی و اسلوبیاتی مطالعہ

Col. Dr. Abdal Bela as a Biographer: Methodological study

Hafiza Sobia Gulnaz
Government College University Faisalabad, Pakistan

Abstract

The God Almighty blessed Pakistan with precious diamonds. These diamonds are forces of Pakistan. It is only because of these forces that was spend peaceful life. These soldiers spend their whole lives to protect borders of our country. We are always proud of them. Our soldiers are not only successful in performing their duties, they also express their feelings and emotions through their writings. There are many literary names in our army that painted the land of literature with the pen. In literature they have created such master pieces, for which their names will remain till the end of this universe. These master pieces are good addition in literature. Among one of these military men, one famous name is Col. Abdal Bela. Doctor Abdal Bela was born on 14 December 1956 in Sialkot. Your father's name was Chaudhry Fazal Din. Who was a resident of Ludhiana. And came to Pakistan at the time of establishment of Pakistan. Abdal Bela received his primary education and college education from Lahore. Apart from this, he also studied from Faisalabad Punjab Medical College. He started his career in Pakistan Army as MBBS Doctor, Captain. He also served in Pakistan Navy and Saudi Army. In 2007, Abdal Bela retired from serving Pakistan as Deputy Director ISPR Primary education sailkot. After that, he obtained degrees in nutrition, journalism, and MBA from other educational institutions. Commissioned as Captain in Pakistan Army on 21 June 1980, promoted to Colonel in 1999. Retired from the army in December 2008, Abdal Bela wrote more than ١٠ books and his books have been translated into many languages like Arabic, Hindi, English and Sindhi etc. His books are unparalleled in modernity and literary style in Urdu prose, Islamic teachings in his works. Ishq Rasool is prominent in Islamic civilization and Sufism. Deeply immersed in the love of Rasool, he wrote the book Aqa on the Zaat Mubaraka of Rasoolullah. In it, the blessings of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) have been described in a very beautiful way and in very touching words.

Keywords: Sialkot, Ludhiana, Establishment, Civilization, Immersed, Urdu Prose, Colonel.

ا. تمہید

دنیا کے ہر گوشے میں جہاں بھی عساکر کی کارکردگی اور بہترین تربیت کا تذکرہ ہوتا ہے۔ وہاں عساکر پاکستان کا نام سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جنگی محاذوں پر عساکر پاکستان کو ملک کی سلامتی اور وطنِ عزیز کی بقا کا ضامن سمجھا جاتا ہے اور عساکرِ پاکستان کا ہر فرد جذبہ ایمانی سے لبریز اور عالم اسلام کا ایک مضبوط اور ناقابل تسخیر قلعہ شمار کیا جاتا ہے۔ ان اہل قلم عساکر پاکستان نے اپنے فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ اسلام کی ترویج اور علم و ادب کی خدمت کو اپنے وجود کا حصہ بنایا ہے۔ جہاں ایک جانب عساکر پاکستان حربی میدان میں فعال نظر آتی ہے وہیں قلم سے ان کا گہرا رشتہ ہے۔ اربابِ سیف و قلم نے نہ صرف اپنی خدمات سرحدوں پر سرانجام دی بلکہ قوتِ بازو کے ساتھ ساتھ قوت قلم کا جوہر بھی دکھایا۔ علومِ اسلامیہ کے کسی بھی موضوع پر لکھنا ہر مسلمان اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہے۔ کرنل ابدال بیلا کا شمار بھی ان ارباب فکر و نظر میں کیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی تخلیقات و نگارشات اور تحقیقات کے ذریعے اپنی ایک منفرد پہچان بنائی۔ کرنل ابدال بیلا نے دس

*Corresponding author: Hafiza Sobia Gulnazat hafizagulnaz.1472@gmail.com

سے زائد اُردو زبان میں کتب لکھیں جو ضخامت اور اسلوبِ بیان میں اپنی مثال آپ ہیں۔ سیرت نگاری میں منفرد اور نمایاں ادیبانہ اسلوب کی حامل ان کی کتاب سیرت پاک آقا ﷺ ہے۔ نہایت ہی ادب و عشق کی چاشنی میں الفاظ کو ڈبو کر قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ اس مقالہ میں کرنل ابدال بیلا کے سیرت نگاری کے منہج و اسلوب کو بیان کر کے یہ کوشش کی گئی ہے کہ عامۃ الناس کو مطلع کیا جائے کہ عساکرِ پاکستان میں بھی سیرت نگاری کا رجحان دیگر سیرت نگاروں کی طرح موجود ہے اور ان کی کتب سیرت بھی دیگر سیرت نگاروں کی مانند تحقیقی اصولوں پر پورا اترتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی لکھی گئی کتبِ سیرت کس قدر فن سیرت نگاری کو پروان چڑھانے میں مدد و معاون ہیں۔

۲. مختصر سوانح عمری

ابدال بیلا ۱۴ دسمبر ۱۹۵۵ء کو ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے جبکہ ڈسکہ کے متعلقہ ریکارڈ میں ان کی تاریخ پیدائش ۲۵ دسمبر ۱۹۵۵ء درج ہے۔ ابدال بیلا نے پہلی سے تیسری جماعت تک تعلیم سیالکوٹ کے ایک سرکاری سکول "محلّہ رام تلائی سیالکوٹ" سے حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں ان کا خاندان گوجرانوالہ منتقل ہو گیا۔ پانچویں جماعت شیراں والہ باغ سے ملحق گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر ۴ سے حاصل کی۔ پھر گورنمنٹ ہائی سکول جی۔ٹی۔ روڈ گوجرانوالہ میں داخل ہوئے جہاں نویں جماعت تک پڑھتے رہے۔ اپنے بھائی اقبال بیلا کی نوکری کی وجہ سے لاہور آ گئے۔ ۱۹۷۱ء میں گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول وحدت کالونی، لاہور سے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ ۱۹۷۳ء میں گورنمنٹ کالج، لاہور سے ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۸۰ء میں پنجاب میڈیکل کالج، فیصل آباد سے ایم بی بی ایس مکمل کیا۔ میڈیکل کی تعلیم کے دوران میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے بی ایس سی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ ۱۹۸۷ء میں ایم ایس سی میڈیکل ایڈمنسٹریشن کی ڈگری قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد سے حاصل کی۔ ۱۹۹۱ء میں ابدال بیلا نے سی۔ ایل۔ ایس ڈپلومہ کورس کیا۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے غذائیت، جرنلزم، لائبریری سائنس اور ایم بی اے کے کورسز کیے۔ ۱۹۹۲ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے ہسٹری پرائیویٹ کیا۔ ۱۹۹۹ء میں کوئٹہ سے جی ایچ کیو قانون کا کورس مکمل کیا۔

ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ابدال بیلا نے جنوری سے جون ۱۹۸۰ء تک پروفیسر خالدہ عثمانی کے زیرِ نگرانی سر گنگارام ہسپتال، لاہور میں ہاؤس جاب کیا۔ ۲۱ جون ۱۹۸۰ء میں پاک فوج میں بطور کیپٹن کمیشن لیا۔ پہلا تقرر جہلم میں تین مہینے کے لیے ہوا۔ بعد ازاں پہلی باقاعدہ پوسٹنگ ۱۹۸۰ء میں سی ایم ایچ راولا کوٹ (آزاد کشمیر) میں ہوئی۔ ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۵ء میں سعودی فوج کی یونیفارم میں سعودی عرب کے شہر تبوک میں تعینات رہے۔ ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۷ء سیالکوٹ چھاؤنی میں بطور میجر کام کرتے رہے۔ ۱۹۸۷ء تا ۱۹۸۸ء کراچی میں سرجن لیفٹیننٹ کمانڈر کے طور پر پاکستان نیوی میں تعینات رہے۔ ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۱ء نیول ہیڈ کوارٹر، اسلام آباد میں بطور سٹاف آفیسر کام کرتے رہے۔ ۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۳ء پاکستان آرمی میں گوجرانوالہ چھاؤنی میں بطور کمانڈنگ آفیسر تعینات رہے۔ ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۵ء میں آرمی میڈیکل کالج، راولپنڈی میں جی ایس او گریڈ ون آفیسر کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۷ء آرمڈ فورسز پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج میں تعینات رہے۔ اس دوران میں ابدال بیلا جرمنی بھی گئے اور قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد سے ایم ایس سی ایڈوانس میڈیکل ایڈمنسٹریشن کی ڈگری بھی حاصل کی۔ ۱۹۹۹ء میں ترقی پا کر فل کرنل کا عہدہ سنبھالا۔ ۲۰۰۲ء تا ۲۰۰۸ء ابدال بیلا ۱۷ ڈویژن کھاریاں چھاؤنی میں بطور کرنل ڈاکٹر فرائض سرانجام دیتے رہے۔[1] ۲۳ دسمبر ۲۰۰۷ء سے ۲۲ دسمبر ۲۰۰۸ء تک LPR(Leave Pending Retirement) پہ چلے گئے۔ دسمبر ۲۰۰۸ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے۔

[1] میمونہ فاطمہ، **کرنل ابدال بیلا کی افسانہ نگاری**، غیر مطبوعہ برائے ایم۔اے اُردو، (اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی ماڈرن لینگویجز، اگست ۲۰۰۳ء تا جون ۲۰۰۵ء)، ۱۱۔۱۳۔

۳.　تصانیف

سیرتِ پاک آ قاﷺ، مفتی جی، دروازہ کھلتا ہے، گڈمڈ، انہونیاں، سن فلاور، رنگ پچکاری، زیرِ لبی، پاکستان کہانی، عرضی، لب بستہ۔ کرنل ابدال بیلا صاحب ایک ادیب اور ناول نگار ہیں۔ تیس سے زائد کتب اور ناول لکھ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کتب کے تراجم عربی، فارسی، جرمن اور نیپالی میں ہو چکے ہیں۔

۴.　سیرت پاک آ قاﷺ کا سبب تالیف

اس کتاب کے لکھنے کی وجہ تسمیہ ابدال بیلا صاحب کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

''اس راز سے آگاہی مجھے ملتان کے حسین آگاہی بازار سے ہوئی، وہاں قرآن اور سیرت کی کتابوں کی ایک دوکان ہے، یہ ۱۹۹۹ء کی بات ہے ان دنوں میں ملتان ڈویژن کی سپیشل مانیٹرنگ ٹیم کا انچارج تھا۔ میں اپنے جاہ وجلال کے ساتھ اس بازار سے گزرا، دھول اور غبار کا ایک بادل ادھر اُڑا اور ان کتابوں پر پڑا جس میں قرآن، حدیث اور سیرت کی کتابیں تھیں۔ میری روح لرز گئی، شام کو کپڑے بدل کے میں اس دکان پہ پہنچا، ان لڑکوں نے تو مجھے نہ پہچانا لیکن میں ادھر بیٹھ گیا اور میں نے قرآن، حدیث، سیرت کی کتابوں کو دیکھا، ان کے اوپر مٹی، دھول اور غبار تھا، اس غبار میں میرے کارواں سے اڑی دھول بھی ہو گی، ابدال بیلا صاحب لکھتے ہیں کہ میں لرز گیا اور میری روح چیخ پڑی اور میں جیب سے رومال نکال کے ایک ایک کتاب کو صاف کرنے لگا، دوکان دار بچے دیکھ کر حیران ہوئے، میں نے انہیں سمجھا دیا کہ میرا دل ایسے کرنے کو کرتا ہے، میں صاف کر کے کچھ کتابیں خریدوں گا، تم لوگ اپنا کام کرو، مجھے نہ روکو، بس اللہ کی کرنی ایسی ہوئی کہ رومال گرد کتابوں سے اُڑاتا لیکن روح میری صاف ہوتی جاتی، آنکھوں میں آنسو ٹپک پڑے، پہلے بوندا باندی، پھر موسلا دھار۔ پھر رومال انہیں سے دھویا، نچوڑا پھر جو آ قاﷺ کے نام نامی کو اس گیلے رومال سے چمکایا تو اس نام کی چمک میں آسمان کے سب ستارے اور پورے ماہِ کامل کا نور تھا۔ وہ چمک میرے اندر ٹھہر گئی، سیرت کی کتابیں پہلے میری ذاتی لائبریری میں تھیں مگر اس دن مجھے اس لائبریری کا ایڈمیشن کارڈ مل گیا ہو، وہاں سے ایک ایک کر کے کتاب خریدنے لگا، رات کو بیٹھتا، پڑھتا رہتا اور دن کو ڈیوٹی پہ نکل جاتا۔''[۴]

سیرتِ رسولﷺ لکھنے کا آغاز روضہ رسولﷺ کی جالی کے سامنے ہی بیٹھ کر کیا۔ سیرت کے شروع کے باب کھاریاں میں لکھے گئے، پھر اس کے بعد ابدال بیلا صاحب وہاں سے ریٹائر ہو کر اکیڈمی آف لیٹرز اسلام آباد میں ڈائریکٹر جنرل بن کر چلے گئے، وہاں صوفی ازم پہ عالمی کانفرنس کروائی، ۱۰۰ سے زائد ملکوں کے دانشوروں کے ساتھ وقت گزارا، دنیا بھر سے بلاوے آنے لگے تو آپ نے امریکہ، یورپ، مڈل ایسٹ، فارایسٹ، سینٹرل ایشیاء، چین، روس، انڈیا، ہر جگہ کے سکالر سے آپ ملے، پھر کچھ عرصہ آپ ایک ایسی منسٹری میں رہے جہاں آپ کو سارے مذاہب کو پڑھنے اور پرکھنے کا موقع ملا۔ سب مذاہب کے لوگوں سے ان کی سنی اور آ قاﷺ کی زندگی بتائی اور ان سب نے مانا کہ وہ عظیم ترین ہیں، ان تمام لوگوں کا ایک ہی شکوہ تھا ان سے، ایسے رحمت للعالمین آ قا کے ماننے والے اتنے متشدد اور کم قوت برداشت رکھنے والے کیوں ہیں؟ تو ابدال بیلا اس کا ایک ہی جواب دیتے کہ آپ ہمیں نہیں ہمارے آ قاﷺ کو دیکھیں۔ سیرتِ رسولﷺ لکھتے ہوئے کئی مرحلے ایسے آئے جنھوں نے ان کے جسم کی کھال ادھیڑ دی، لہو منجمد ہونے لگا، سر پھٹنے لگا، جسم ریزہ ریزہ ہو گیا۔ غارِ حرا تک پہنچا تو ڈگمگا گیا، گردے ۱۰۰ میں سے ۸۷ فیصد ناکارہ ہو گئے، خود ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھے، سمجھ گئے کہ ان کی اب الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے۔ دوست احباب اور ڈاکٹرز کے مشورے پر بھی آرام نہیں کیا۔ ہسپتال میں ہی سیرت کا بستہ کھول لیا اور غارِ حرا کا باب ہسپتال میں ہی لکھا۔ پہلی وحی سے پہلے آپریشن کی پٹی سمیت ہسپتال میں غسل کیا اور پھر لکھا۔ ان کے دل میں یہ بات سما گئی کہ وقت کم ہے تو انھوں نے کام کو تیز کرنا شروع کر دیا اور صحت سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے بیماری میں ان

---

[۴] کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آ قاﷺ**، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۲۲ء)، ۱۹-۲۰۔

سے کام لیا۔ ابدال بیلا صاحب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اسی کتاب کی بدولت ان کی تمام تر بیماریاں شفا میں بدل گئیں اور ڈاکٹر ان کی رپورٹس دیکھ کر انگشت بدنداں تھے۔ اس کتاب کو لکھتے ہوئے دو سو کے لگ بھگ کتابیں پڑھیں، نوٹس بنائے، تحقیق، جستجو اور محبت پالی، سالہا سال سعودی عرب کے انہی ریگزاروں میں گزارے، اسے اللہ نے سترہ رمضان کو افطاری کے وقت مکمل کروا دیا۔

۵. سیرت پاک آقا ﷺ کا تفصیلی تعارف

ابدال بیلا صاحب کی یہ کتاب ۱۲۸ عنوانات یا مضامین پر مشتمل ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے آباء اجداد سے گفتگو کا آغاز کیا گیا ہے۔ پہلا باب جس کو سنی گئی دعا کا نام دیا گیا ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تمام تر قصہ جو کہ قرآن مجید اور تاریخ کی کتابوں میں رقم ہے اس کو بیان کرتے ہیں۔[۳]

دوسرا باب محفوظ کیے گئے قدم کے نام سے ہے۔ اس باب کے ضمن میں ابدال بیلا صاحب لکھتے ہیں کہ جن قدموں کو محفوظ کیا جاتا ہے وہ بڑے نصیب والے ہوتے ہیں۔ جب ایسا ہوتا ہے تو وہ راستے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں جن پر وہ قدم چلا کرتے تھے۔ وہ مقام بھی سلامتی سے قائم کر لیے جاتے ہیں جہاں وہ چنے ہوئے خوش نصیب قدم رُکا کرتے تھے۔ ایسے بخت آور قدموں کی تمام تر نشانیاں بتانا ہر ایک کے بس میں نہیں ہے۔ پھر ابدال بیلا صاحب نشانیاں بھی بیان کرتے ہیں۔ ایسے قدم اٹھانے والا اپنی مرضی سے نہیں اٹھاتا جہاں اسے لے جایا جاتا ہے وہ چلا جاتا ہے، جہاں رُکنے کا اذن ملتا ہے وہ قدم روک لیتا ہے۔ کسی راستے پہ بھیجا جائے وہ قدم چل پڑتے ہیں۔[۴]

ان مبارک قدموں میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ہے اور اسی ضمن میں حضرت اسماعیل کی قربانی اور شیطان کا ان کو روکنا ان ہستیوں کی طرف سے اس کو کنکر مارنا اور تینوں جگہوں پر اس کا پتھر کا ہو جانا۔ اسماعیل علیہ السلام کی جوانی اور ان کی شادیوں کا ذکر ایک تاریخ نویس ہونے کی حیثیت سے کرتے ہیں۔

تیسرا باب حدودِ کعبہ کا تعین جو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اللہ نے طے کروائیں۔ اس ضمن میں ابدال بیلا لکھتے ہیں کہ جبرائیل امین سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ کے گرداگرد لے کے پھرے یا کسی اونچے پہاڑ پہ کھڑے ہو کے چاروں طرف کی جگہیں دکھا دکھا کے نشان دہی کرائی ہو گی۔[۵]

چوتھا باب کعبہ کے متولی کے نام سے ہے۔ پانچواں باب عرب کے بُت کدے کے نام سے ہے۔ اس میں عرب کے تمام بتوں کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور ان بتوں کے قبیلوں کے بارے میں بھی گفتگو کی گئی ہے اور بتوں کی شکلوں اور ان کے مذکر یا مؤنث ہونے کے بارے میں بھی گفتگو کرتے ہیں۔ چھٹا باب بُت خانوں کے پروہت اور ان کی رسموں کے بارے میں ہے۔ ساتویں باب میں نبی کریم ﷺ کا شجرہ نسب حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک بیان کیا گیا ہے۔ شجرہ نسب کو بیان کرتے ہوئے ان خصائص کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً کعب بن لوی اپنے عہد کے بہت معزز آدمی تھے شرف و عزت اس قدر زیادہ کہ ان کی وفات کے بعد سالوں کا تعین ان کے نام سے ہونے لگا وہ

---

[۳] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۱۔

[۴] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۴۷۔

[۵] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۶۱۔

عرب کا کیلنڈر بن گئے۔ یہ سلسلہ عام الفیل تک جاری رہا۔ کہا جاتا ہے کہ یوم عروبہ کا نام بدل کے یوم جمعہ انہوں نے رکھا تھا۔ ان کا زمانہ آ قاﷺ سے ۵۶۰ سال پہلے کا ہے۔ خطبے کا آغاز امابعد سے انہوں نے کیا، پھر یہی رائج ہو گیا۔[6]

آٹھویں باب کا نام دور سے آیا ہوا قصی بن کلاب ہے۔ اس میں کلاب بن مرہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی ذہانت و فطانت کی وجہ سے اس کو یاد رکھا گیا۔ اس کے علاوہ یہ وہ شخص تھا جس نے عربی مہینوں کے سال بھر کے لیے بارہ (۱۲) نام دیئے جو ابھی تک رائج ہیں۔ نواں باب قریش اور مکے کی حکمرانی کے نام سے منسوب ہے۔ قریش کی تمام شاخیں ان کی حکمرانی اور ان کو جو محکمے یا ذمہ داریاں دی گئیں وہ اس باب میں مفصل ذکر کی گئی ہیں۔ دسواں باب سیدنا ہاشم کے نام سے ہے۔ اس باب میں سیدنا ہاشم کی مدح سرائی کے ساتھ حسد کی وجہ سے پلنے والی دشمنی کا بھی ذکر کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ امیہ کہنے کو ہاشم کا سگا بھتیجا تھا مگر اپنے من میں عذاب پال کے بیٹھ گیا تھا۔[7]

بنواُمیہ اور بنوہاشم کی دشمنی کا آغاز یہیں سے ہوا جو بعد میں ابوسفیان اور پھر اس کے بعد یزید کی صورت میں نظر آتی ہے۔ گیارھواں باب سیدہ سلمٰی کے نام سے ہے جو سیدنا ہاشم کی بیوی تھیں۔ بارھواں باب "مطلب اور عبدالمطلب" کے نام سے ہے۔ اس باب میں "عبدالمطلب" کے نام کی بڑی خوبصورت وضاحت کرتے ہیں۔ شیبہ ہاشم کے بیٹے تھے اور ہاشم کی وفات کے بعد اُم سلمٰی ان کو اپنے میکے میں لے گئیں۔ مطلب ان کو سلمٰی سے لینے گئے اور کہا کہ بھا بھی بھتیجے کو لینے آیا ہوں اسے لیے بغیر نہ جاؤں گا، سلمٰی نے نفی میں سر ہلا دیا۔ مطلب لرز کے تڑپ گیا، بولا بھاوج ایسا نہ کرو، ہم تیرے بیٹے کی قوم ہیں تیرے بچھڑے خاوند کی چھوڑی ہوئی مکہ کی سربراہی تیرے اس بیٹے کی امانت ہے میں اس لیے اسے لینے آیا ہوں کہ تیرے خاوند سے ملی تیرے بیٹے کی امانت واپس کردوں، مکہ کی سرداری اسے دے دوں جو اس کا حق ہے۔ دسویں دن ہاشم جب مکہ کے مضاف میں پہنچ گئے، مکہ کے لوگوں نے گرد سے اٹے اونٹ میں مطلب کے پیچھے بیٹھے ایک کم سن لڑکے کو دیکھا تو سمجھے مطلب کوئی غلام بچہ خرید لایا ہے۔ اس لیے اسے عبدالمطلب کہہ دیا۔ پیار سے جیت کے لائے ہوئے بھتیجے شیبہ نے بھی تایا کے پیار میں اپنا اصل نام چھوڑ دیا۔ انہی کے نام کی غلامی کو اپنی ذات کی پہچان بنالیا۔ ساری عمر شیبہ نہیں کہلوایا، شاید سیدنا عبدالمطلب جان گئے تھے کہ بڑی بادشاہیاں غلام بن کے ہی ملا کرتی ہیں۔[8]

تیرھواں باب احضر زم زم ہے۔ اس میں سیدنا عبدالمطلب کا زم زم کو دوبارہ دریافت کرنا ہے جس کو ان سے پہلے لوگوں نے بند کر دیا تھا۔ چودھواں باب "دل ہی دل میں خدا سے وعدہ" کے نام سے مزین ہے۔ اس میں اس وعدے کا ذکر کیا گیا ہے جو عبدالمطلب نے زم زم کو دوبارہ دریافت کرتے ہوئے اللہ سے کیا تھا۔[9] پندرھواں باب "تجدید اسماعیل علیہ السلام" کے نام سے ہے جس میں عبدالمطلب کو اللہ سے کیا گیا وعدہ یاد آتا ہے۔ کہ وہ اپنا ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کریں گے اسی ضمن میں سو اونٹوں کی قربانی کا مفصل ذکر کرتے ہیں۔ سولھواں باب "نبوت، بادشاہت اور بنوزہرہ" ہے۔ اس میں بی بی آمنہ کی شان اور اُن کی حضرت عبداللہ سے شادی کا ذکر ہے۔ سترھواں باب "ذکرِ آقا مقدس تورات اور زبور میں" ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی آمد کا ذکر جو ان کی کتب میں ہے اس کو ان کی کتابوں کے حوالے کے ساتھ بیان کرتے ہیں

[6] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آ قاﷺ، ۸۸۔
[7] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آ قاﷺ، ۱۰۹۔
[8] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آ قاﷺ، ۱۲۶۔
[9] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آ قاﷺ، ۱۳۵۔

مثلاً تورات میں لکھا ہے کہ "اور فاران کے بیابان میں رہتا تھا۔ (تورات، کتاب استثناء، باب ۳۳، آیت ۲)۔ میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔"[10] اٹھارویں باب میں "ذکرِ آقا ﷺ کا ذکر مقدس انجیل" میں بیان کرتے ہیں۔ الہامی مذاہب کے بعد غیر الہامی مذاہب کی مذہبی کتب میں بھی نبی کریم ﷺ کا جو ذکر ہے اس کو بیان کرتے ہیں۔ انیسواں باب "ذکرِ آقا ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں" ہے۔ اس میں راج بھوج کا واقعہ ذکر کرتے ہیں جنہوں نے شق القمر کا معجزہ ہندوستان میں دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی مذہبی کتاب میں جو نبی کریم ﷺ کا ذکر اور ولادت و بعثت کی نشانیاں ہیں ان کو بیان کرتے ہیں۔ بیسواں باب "ہاتھی والوں کا انجام" ہے۔ اکیسواں باب "معیار فی احسن تقویم اور میلادِ رسول ﷺ" کے نام سے منسوب ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا فی احسن تقویم کے معیار پر پورا اُترنا اور آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر ہے۔ ابدال بیلا صاحب لکھتے ہیں:

> "بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی جب آسمانوں پہ چراغاں ہوا اور کائنات کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک روشنیوں کے دریا بہے، خانہ کعبہ میں ایستادہ تین سوساٹھ بت لرزے۔ ہزاروں میل دور شام کی سرحد پار تک روشنی کے ایسے کوندے گئے کہ اونٹ کی ایال روشن ہو گئی۔ اس وقت دنیا کی بڑی قوی اور مغرور ریاست ایران کے شہنشاہ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ خوش نصیب ترین ہستی دنیا میں اتر آئی جن کے طفیل خدا نے یہ کائنات بنائی تھی۔ فی احسن تقویم کے روپ میں آقا ﷺ دنیا میں تشریف لے آئے۔"[11]

بائیسواں باب "رضاعتِ رسول ﷺ" ہے۔ اس باب میں حضرت حلیمہ سعدیہ کے حالات و واقعات بیان کرتے ہیں اور عرب قبائل کا بچوں کو دیہات بھیجنے کا سبب بھی لکھتے ہیں جو کہ درج ذیل ہے:

> "عرب کے قبائلی خاندانی نظام میں ہر قبیلے اور خاندان کی مجبوری اور ضرورت تھی کہ وہ اپنے لوگوں کا دوسرے قبیلے کے لوگوں سے قریبی تعلق قائم کریں۔ یہ قائم کیا ہوا تعلق ہر قبیلے، خاندان اور فرد کے لیے اس نظام میں ایک اضافی تحفظ کا احساس دیتا، قبائل یا افراد کی آپسی چپقلش یا لڑائی کی صورت میں ایسا تعلق بہت کام آتا، وہ خون کے رشتے کے بعد جس رشتے کو اہمیت دیتے وہ دودھ کا رشتہ ہوتا تھا۔ اس رشتے کی عزت اور توقیر نسل کے رشتوں جیسی ہوتی تھی۔ عرب کے وہ لوگ اس قدیم عہد میں بھی اس حقیقت کو جانتے تھے کہ نومولود بچے میں اعلیٰ اقدار پیدا کرنے میں اس کے والدین کی طرف سے ملی منفرد خصوصیات کے علاوہ بہت سی قدریں شیر خواری کے زمانے میں بچے کو ملے دودھ کے توسط سے ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ دودھ کے رشتے میں بندھ کے بڑے ہو کر وہ ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث بنتے ہیں۔"[12]

تیئیسواں باب "شق صدر" کے نام سے ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ کا شق صدر کا واقعہ حضرت حلیمہ کی زبان میں بھی لکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے جو خود شق صدر کا واقعہ بیان کیا، اس کو بھی لکھتے ہیں۔ چوبیسواں باب "یتیم کی ماں بھی مر گئی" کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں نبی کریم ﷺ کی غمگین کیفیت کو بیان کیا گیا ہے جس کو پڑھ کر قاری کے اوپر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ پچیسواں باب "سیدنا عبدالمطلب" کے نام سے ہے۔ اس میں ان کی وفات کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کی وصیت جو انہوں نے حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے ابوطالب کو کی، کا ذکر

---

[10] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۵۵۔
[11] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۲۰۹۔
[12] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۲۱۶۔

ہے۔ سیدنا عبدالمطلب کو حجون کے قبرستان مکہ میں دفنایا گیا۔[13] چھبیسواں باب "بحیریٰ راہب" کے نام سے ہے۔ ستائیسواں باب "بیکار جنگیں" کے نام سے ہے۔ اٹھائیسواں باب "مظلوم کی حمایت کا عہد" ہے۔

انتیسواں باب "نبی کریم ﷺ کی شادی مبارک" کے نام سے ہے۔ اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔"[14] تیسواں باب "آقا ﷺ اور غلام" ہے۔ اس میں زید بن حارثہ کا ذکر کیا گیا ہے اور جب ان کے والدان کو لینے کے لیے آتے ہیں اور وہ جانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور ان کا مکالمہ قابل رشک ہے۔ اکتیسواں باب "کعبے کی تعمیرِ نو" کے نام سے موسوم ہے۔ اس باب میں کعبہ کی تعمیر کن مراحل سے گزر کر ہوئی اور کس قبائل کو کیا ذمہ داریاں دی گئیں، ان سب کا ذکر ہے۔ اسی باب میں قریش کے سب سردار جو کعبہ کے نئے بنائے جانے والے ڈیزائن پر غور کر رہے تھے انہوں نے جو دو تین چیزیں طے کیں، ابدال بیلا اس کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں: "ایک یہ کہ کعبے کی نئی عمارت بغیر چھت والی نہیں رکھنی، چھت والی بنانی ہے۔ دیواریں بھی نو فٹ اونچی نہیں بلکہ چالیس فٹ کے لگ بھگ اونچی کرنی ہیں، پہلے سے چار پانچ گنا بلند۔ دروازے بھی دو نہیں رکھنے ایک رکھنا ہے، جو واحد دروازہ رکھنا ہے اس کی دہلیز زمین سے سات فٹ اونچی رکھنی ہے تاکہ ہر کوئی کعبے کے اندر نہ جاسکے۔ جسے اندر لے جانا ہو سیڑھی لگا کے اسے اندر بھیجا جائے۔"[15] اسی باب میں حجرِ اسود کی تنصیب کا بھی ذکر کرتے ہیں جس کو نبی کریم ﷺ نے اپنی فہم وفراست سے بغیر کسی لڑائی جھگڑے اور خون خرابے کے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

بتیسواں باب "خاندان" سے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہونے والی تمام اولاد کا ذکر ہے اور اس کے علاوہ ہاشم اور عبد شمس کے بھائی نوفل کی اولاد کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ بنو زہرہ، بنو عدی، بنو مخزوم، ان تمام خاندانوں کا ذکر اسی باب میں کیا گیا ہے۔ تینتیسواں باب "غارِ حرا" کے نام سے ہے۔ چونتیسواں باب "پڑھیے" کے نام سے ہے۔ اس میں حضرت محمد ﷺ کی پہلی وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ ابدال بیلا صاحب لکھتے ہیں:

> "یہ سترہ رمضان کی صبح تھی۔ نبی کریم ﷺ غار کی جنوبی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آقا ﷺ کے داہنے طرف غارِ حرا کے بند کونے میں موجود چھ انچ چوڑی درز سے خانہ خدا ڈیڑھ میل نیچے اس نیلگوں مقدس روشنی میں نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔ آقا ﷺ نیند اور جاگنے کے درمیان کی کیفیت میں تھے۔ آقا ﷺ کا دل تیز دھڑکنے لگا۔ آقا کو محسوس ہوا کوئی غار کے اندر آ کے اچانک ان کے پہلو میں بیٹھ گیا ہے۔ انسانی شکل وصورت میں نفاست اور حسن کا پیکر انسانی جسم میں ملبوس نووارد نے آقا ﷺ کے گھٹنوں کو ادب سے ہاتھ لگایا اور بولا پڑھیے۔"[16]

اس کے بعد وحی کا تمام واقعہ بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی تمام ترکیفیات کا ذکر کرتے ہیں۔

پینتیسواں باب "اُٹھیے، کملی والے ﷺ" کے عنوان سے ہے۔ چھتیسواں باب "سنیے" کے عنوان سے ہے۔ جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا محبت کی انتہا اور عقیدت سے مسرور ہو کر آقا کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور کہنے لگیں آپ قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتے

---

[13] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۲۳۸۔

[14] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۲۶۶۔

[15] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۲۷۸۔

[16] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۰۵-۳۰۶

ہیں، ہر مہمان کی خوش دلی سے تواضع کرتے ہیں، غریبوں کے مددگار، مسکینوں کے والی، یتیموں کا خیال رکھنے والے، دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے، کمزوروں کی دادرسی آپ کرتے ہیں، مسکرا کے ہر ایک کو تکتے ہیں، لین دین میں کھرے ہیں، ہر معاملے میں ایمان دار، صادق اور سچے، کبھی جھوٹ نہ بولا، جو وعدہ کیا اسے پورا کیا، اگر کسی نے آپ کے پاس امانت رکھی تو اس میں کبھی خیانت نہ کرنے والے۔۔۔ ہر غم دل و دماغ سے نکال دیں، آپ سرخرو ہوں گے، آپ کو مبارک ہو آپ کو خدا نے چن لیا، اس مقصد کے لیے جس میں آپ کے بعد کوئی چنا نہ جائے گا۔[۱۷]

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آقا کی بعثت کی دلیل ان کی کامیابی اور اپنے فوری ایمان لانے کے جواز میں ان کے اخلاقِ حمیدہ گن گن کر بتائے جو کسی بھی دین کے مضبوط ترین ستون ہوتے ہیں۔ انہی اعلیٰ قدروں کی فروغ کے لیے یہ سلامتی کا دین آیا تھا جس کا نام اللہ نے اسلام رکھا۔ سینتیسواں باب ''محدود حلقے میں ذکر'' ہے۔ اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے گھر جانا اور ان کے ساتھ وحی کا تمام واقعہ تفصیلاً بیان کرنا، اس پہ پھر ان کی تائید کا ذکر ہے۔ اڑتیسواں باب ''پریم پتر'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ پہ اڑھائی تین سال جو وحی کا آنا موقوف رہا، ہر دن ہر رات آقا ﷺ اللہ کے برگزیدہ فرشتے کے منتظر رہے اور پریشان رہے کہ کہیں میرا خدا مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گیا اور پھر دوبارہ وحی کی آیات کا نازل ہونا ذکر کیا گیا ہے۔ ابدال بیلا صاحب اس باب کے آخر میں لکھتے ہیں:

''تین سالوں کے انتظار کے بعد آقا ﷺ کے لیے ان کے محب خدا کی طرف سے یہ کیسا خوش کن پریم پتر ہو گا جس میں اللہ نے رات کی قسم کھا کر کہا مجبوب! میں نے تمہیں نہیں چھوڑا، نہ میں تجھ سے ناراض ہوں۔''[۱۸]

انتالیسواں باب ''دعوت'' کے نام سے ہے۔ باب کے آغاز میں سورۃ القلم کی آیات ذکر کرتے ہیں۔ پھر سورۃ الشعراء کی مناسبت سے جس میں کہا گیا ہے کہ اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا اپنے رشتے داروں کو گھر دعوت پہ بلانا اور پھر ان کو دین اسلام کی دعوت دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔ چالیسواں باب ''دعوتِ عام اور سندِ رسالت'' ہے۔ اکتالیسواں باب ''قریش کا ردِ عمل'' ہے۔ بیالیسواں باب ''ایک غلام اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ'' کے نام سے ہے۔ اس میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام، ان پر کیے جانے والے مظالم اور ان کا اسلام پہ ڈٹے رہنا بڑی تفصیل سے اور رقت آمیز گفتگو میں بیان کیا گیا ہے۔ تینتالیسواں باب ''سیدنا عمار رضی اللہ عنہ'' کے بارے میں ہے۔ چونتالیسواں باب ''قریش مکہ بدحواسیاں'' کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں قریش مکہ بدحواسیوں کے ساتھ ساتھ حضرت ابوطالب کا اپنے بھتیجے کے ساتھ کھڑے رہنا بیان کیا گیا ہے۔ ابدال بیلا صاحب نے اس ضمن میں چچا اور بھتیجے کا خوبصورت مکالمہ لکھا ہے جس میں ان کی محبت کی داستان ان کے الفاظ سناتے ہیں۔[۱۹]

پنتالیسواں باب ''تین سوال'' کے عنوان سے ہے۔ جس میں یہودیوں کے تین سوال اور رسول اللہ ﷺ کا جواب ذکر کیا گیا ہے۔ چھیالیسواں باب ''سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ'' کے نام سے ہے۔ سینتالیسواں باب ''رستم قریش سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ'' کے نام سے ہے۔ اس میں حضرت حمزہ کا کفارِ مکہ سے نبی کریم ﷺ کے لیے لڑنا یا ان کے حق میں گفتگو کرنا بیان کیا گیا ہے۔[۲۰] اڑتالیسواں باب ''آقا ﷺ کی دعا۔ سیدنا عمر

---

[۱۷] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۱۵۔ ۳۱۷

[۱۸] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۲۸۔

[۱۹] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۶۱۔ ۳۶۲۔

[۲۰] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۸۱۔ ۳۸۲۔

بن خطاب رضی اللہ عنہ" کے نام سے ہے۔ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا تمام تر واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ انچاسواں باب "سیدنا طفیل دوسی رضی اللہ عنہ" کے نام سے ہے۔ طفیل دوسی نہ صرف قبیلے کا رئیس تھا بلکہ اپنے زمانے کا مانا ہوا زیرک، دانش ور، فہیم اور شاعر تھا۔ علم و سخن کے سب پیرہن جانتا تھا۔ اس کے قبولِ اسلام کا بھی اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ پچاسواں باب "حبشہ کی طرف، دوسری بار" کے نام سے ہے۔ اس میں ہجرتِ حبشہ کا ذکر کیا گیا ہے اور سیدنا جعفر کا دربار میں خطاب تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر اکیاون "سوشل بائیکاٹ اور شعبِ ابی طالب میں" کے عنوان سے ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا شعب ابی طالب میں رکنا اور اس دوران پیش آنے والے تمام تر واقعات ذکر کیے گئے ہیں۔

باب نمبر باون "قصیدہ لامیہ" کے عنوان سے ہے۔ جو سیدنا ابوطالب نے قریش کے رسول اللہ ﷺ پر حملے کے خطرے کو بھانپتے ہوئے کہا تھا جس میں حرمِ مکہ کے ساتھ پناہ مانگی اور قوم کے روساء کے ساتھ دوستی اور گلے شکوے کا اظہار کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا کہ کسی طرح کا بھی چیلنج ہو، قیمت خواہ کچھ بھی دینا پڑے، وہ اپنی آخری سانس تک رسول اللہ ﷺ کا تحفظ کریں گے اور کبھی ان کی مدد اور نصرت سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

باب نمبر ترپن "دُکھ کے سال میں، پہلا دُکھ" ہے۔ جس میں سیدنا ابوطالب کی وفات کو بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر چوّن "دُکھ کے سال میں، دوسرا دُکھ" کے عنوان سے ہے۔ سیدنا ابوطالب کی وفات کا تیسرا دن تھا کہ آقا ﷺ کی زندگی کی سب سے قریبی رفیقہ حیات، مونس اور غم گسار زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر پچپن "طائف کی طرف" کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر چھپن "طائف سے واپسی" کے عنوان سے ہے۔

باب نمبر ستاون "انتہائی انعام۔۔۔ معراج پاک" کے نام سے ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی معراج کا ذکر کیا گیا ہے۔ ابدال بیلا صاحب اس باب کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ: "ہر ناحق توہین برداشت کرنے کا انعام ہوتا ہے۔ (طائف میں آپ ﷺ پر کیے گئے ظلم و ستم) توہین جتنی ناحق، شدید اور سرعام ہوگی انعام کی مقدار، شدت اور اس کی دائمی حیثیت اُسی نسبت سے ملے گی اور وہ انعام قائم رہے گا، نسل در نسل چلے گا۔ شرط ایک اور بھی ہے اس انعام کی کہ توہین برداشت کرنے والے میں بدلہ لینے کی قوت اور صلاحیت ہو مگر وہ خدا کی خاطر اپنی طاقت استعمال نہ کرے۔ توہینِ انسانی کی جو بھی حد ہو سکتی تھی طائف کے بدبخت اوباشوں نے وہ ساری حدیں پار کر دیں۔"[21]

آقا ﷺ کا دل دکھ سے بھر گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو معراج پہ بلا لیا اور کہا اب مقررہ وقتوں تک میرے آسمانوں میں میرے مہمان رہو۔

باب نمبر اٹھاون "تلاشِ خیر خواہ" کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر انسٹھ "اور درخت چل پڑا" کے عنوان سے ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا معجزہ بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر ساٹھ "طابہ میں طلب" کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر اکسٹھ "انتظارِ ملاقات" کے نام سے ہے۔ باب نمبر باسٹھ "حلف وفاداری" کے عنوان سے ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے عہد و پیمان، حلف و بیعت لی۔ باب نمبر تریسٹھ "نیک فال" کے نام سے قائم کیا گیا ہے۔ باب نمبر چونسٹھ "ہجرتِ عام" کے عنوان سے ہے۔ اس میں عام مسلمانوں کی مدینہ کی طرف ہجرت کو بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر پینسٹھ "دارالندوہ میں سازش" کے عنوان سے ہے۔[22]

[21] کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آقا ﷺ**، ۴۵۷۔

[22] کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آقا ﷺ**، ۵۳۰۔ ۵۳۳

باب نمبر چھیاسٹھ ''آ قا ﷺ کی ہجرت'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں ہجرت کے تمام تر مراحل بیان کیے گئے ہیں۔ ابدال بیلا نبی کریم ﷺ کی ہجرت کی تاریخ نبوی اور عیسوی میں لکھتے ہیں۔ ۲۷ صفر ۱۴ سال نبوی/۱۴/۱۴ اگست ۶۲۲ء جب آ قا ﷺ ہجرت کے لیے مکہ سے نکلے۔ باب نمبر سڑسٹھ ''سراقہ بن مالک کا تعاقب'' کے عنوان سے ہے۔ جس میں سراقہ کا آپ ﷺ کا پیچھا کرنا، تائب ہونا اور آپ کی پیشین گوئی ذکر کی گئی ہے۔ باب نمبر اڑسٹھ ''اُم معبد کی جھونپڑی'' کے نام سے ہے۔ اس باب میں دورانِ ہجرت نبی کریم ﷺ اُم معبد کی جھونپڑی میں رُکے اور آپ کی بدولت جن برکات کا نزول ہوا اور ام معبد کے آپ ﷺ کے حسن کے بارے میں تاثرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ باب نمبر انہتر ''قُبا میں پہنچا دیئے گئے'' کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔ باب نمبر ستر ''مدینہ میں استقبال'' کے نام سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مدینہ میں جو پُر تپاک استقبال کیا گیا اس کو بڑے دلنشیں انداز میں اس باب میں بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر اکہتر ''مسجد کی جگہ کا ہدیہ منع'' کے نام سے ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا مسجد کی جگہ خریدنے کے بارے میں مکالمہ بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر بہتر ''سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ'' کی شان کے بارے میں ہے۔ باب نمبر تہتر ''تعمیر مسجد نبوی'' کے عنوان سے ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ کا صحابہ کے ساتھ مل کر مسجد کو تعمیر کرنا ذکر کیا گیا ہے۔ مسجد کی تعمیر کے بارے میں بھی گفتگو کی گئی ہے۔ سات مہینے میں یہ مسجد مکمل ہوئی۔ باب نمبر چوہتر ''مواخات'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں مہاجر اور انصار کے درمیان جو بھائی چارہ قائم کیا اس کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔ باب نمبر پچھتّر ''اذان'' کے عنوان سے ہے۔ چونکہ اوائلِ اسلام میں نماز کے لیے بلانے کا کوئی خاص طریقہ رائج نہ تھا، کوئی جلدی آتا، کوئی دیر سے آتا، آ قا ﷺ سوچنے لگے کہ کیا تدبیر کریں۔ کچھ نے مشورہ دیا کہ ''ناقوس'' بجا کے بلایا جائے، آ قا کو یہ نصاریٰ کا طریقہ لگا، کچھ نے کہا ''ترسنگا'' بجاتے ہیں، لوگ نماز کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے، آ قا نے پسند نہ کیا کیونکہ وہ یہود کا طریقہ تھا، آ قا ﷺ نے سوچا کچھ اور حل ہونا چاہیے، اللہ نے تصدیق فرمانے سے پہلے خواب میں بلاوے کا طریقہ

آ قا ﷺ کے غلاموں کو دکھا دیا اور باقاعدہ الفاظ بھی سنا دیئے۔ اسلام کے سب سے پہلے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔[۲۳]

باب نمبر چھہتر ''میثاقِ مدینہ'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں اس میثاق کا ذکر کیا گیا ہے جو قریش کے مومنین اور مسلمین اہلِ یثرب کے درمیان ہوا جس میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل تھے۔ باب نمبر ستتر ''حجرات'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کے اہلِ خانہ کے لیے جو حجرے بنائے گئے ان کو ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا حجرہ ساٹھ سالہ ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے لیے تھا جن کے ساتھ آ قا ﷺ کی صاحبزادیوں اور خود آ قا نے بھی رہنا تھا ابوایوب انصاری کی میزبانی چھوڑ کے۔ باب نمبر اٹھہتر ''تحویلِ کعبہ'' کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر اناسی ''صفہ'' کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر اسّی ''سلمان فارسی رضی اللہ عنہ'' کے نام سے ہے۔ سلمان فارسی کا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آنا اور جو نشانیاں اُن کو بتائی گئی تھیں ان کی تصدیق کا ذکر کیا گیا ہے۔ باب نمبر اکیاسی ''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ'' کے نام سے ہے۔ اس باب میں ان کا حسب و نسب، ان کا علم، ان کے قبولِ اسلام کا ذکر ہے۔ باب نمبر بیاسی ''اجازت نامہ'' کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر تراسی ''گشتی پارٹیاں'' کے عنوان سے ہے۔ کسی بھی سلطنت میں حکومت کی پہلی ذمہ داری امن کا حصول ہے۔ اسی سے ترقیاتی کاموں اور رعایا میں عدل و انصاف، معاشی اور معاشرتی سازگاری، مساوات، رواداری، عام تعلیم اور نیک نیتی کے اصولوں پر چل کے خوش حالی اور ترقی ملتی ہے مگر ان سب کا حصول اس وقت ممکن ہے جب کوئی اندرونی خلفشار اور بیرونی جارحیت کا ڈر نہ ہو۔ اس میں وہ جنگی اصول اور ملکی حفاظت کے لیے اقدامات کا ذکر کرتے ہیں۔ ان سب معلوماتی پارٹیوں کے پاس ایک رنگ کا جھنڈا تھا۔ کبوتر، فاختہ رنگ کا، سفید جھنڈا اور امن کا جھنڈا۔ باب نمبر چوراسی ''امن کے سفید جھنڈے والی مہمات'' کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں سیدنا امیر حمزہ ان گشتی معلوماتی پارٹیوں کے امیر تھے جس میں سفید جھنڈا سیدنا عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو تھمایا گیا۔

---

[۲۳] کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آ قا ﷺ**، ۶۰۵۔۶۱۰

باب نمبر پچاسی سے لے کر باب نمبر نوے تک ''جنگ بدر'' سے متعلقہ تمام حالات و واقعات کا مفصلاً ذکر کیا گیا ہے۔

باب نمبر اکیانوے ''سلیمانی نگینوں والا ہار'' کے عنوان سے ہے۔ جس میں آ قا ﷺ کا ہار کو پہچاننا جو بدر کے قیدی چھڑانے کے لیے کسی نے پوٹلی میں رکھ کے بھیجا تھا۔ وہ ہار آ قا ﷺ کی محسن، ایثار و وفا کی پیکر، مرحوم بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا جنھوں نے اپنی ساری زندگی کا پل پل، اپنا سارا مال و متاع، آ قا ﷺ اور آ قا کے نصب العین کے پالن میں قربان کر دیا تھا اور یہی ہار اپنے ہاتھوں سے آ قا کے سامنے اپنی اور آ قا کی سب سے بڑی بیٹی زینب کے گلے میں ڈالا تھا۔ سیدہ زینب نے مکہ سے وہ اپنی زیوروں کی گٹھڑی اپنے خاوند ابوالعاص کو چھڑانے کے لیے بھیجی تھی۔ اس ہار کو دیکھ کر آ قا ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی قطار لگ گئی۔ (یقیناً آپ ﷺ کو اپنی زوجہ محترمہ کی جدائی میں دل تڑپا ہو گا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کی یاد بھی آئی ہو گی۔)

باب نمبر بانوے ''بنی قینقاع سے نجات'' کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ترانوے ''کعب بن اشرف یہودی'' کے نام سے ہے۔ یہ مسلمانوں کا دشمن تھا، اس کی شاعری اسلام اور آ قا کی ہجو تھی۔ باب نمبر چورانوے ''خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ'' کے نام سے ہے۔ اس میں حضرت فاطمہ اور حضرت علی کی شادی کا ذکر ہے اور شادی کے بعد دیگر معاملات کو بھی بطریقِ احسن بیان کیا گیا ہے۔ اسی باب میں نبی کریم ﷺ کا اپنے نواسوں سے پیار اور اظہارِ محبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ باب نمبر پچانوے ''جنگ اُحد'' کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر چھیانوے ''اُحد میں مشکل وقت'' کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔ باب نمبر ستانوے ''خانگی آسانیاں'' کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اُمہات المومنین کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کا حضرت زینب کو طلاق دینا اور نبی کریم ﷺ کا حضرت زینب سے اللہ کے حکم سے نکاح کرنا بیان کیا گیا ہے اور نبی کریم ﷺ کے تمام خانگی معاملات کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر اٹھانوے ''بئر معونہ اور رجیع'' کے عنوان سے ہے۔

باب نمبر ننانوے ''ذرا سوچو'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ جب ابوسفیان بن حرب نے مرنے والوں سے سوال کیا بولا تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ سچ بتانا، ذرا سوچو! کیا اس لمحے تم یہ بات پسند نہ کرتے کہ اس وقت تمہاری جگہ محمد ﷺ ہوتے اور ہم ان کی گردن اُڑاتے اور تم اپنے بال بچوں میں آرام کر رہے ہوتے۔ پشت پہ بندھے ہاتھوں اور سر پہ کھڑے ننگی تلوار لیے جلاد کی موجودگی میں آ قا کے غلام زید بن وشنہ پہ عجیب عشق و مستی کا آسمان کھلا ہوا تھا، محبت کے آنسو اچھل کے داہنی آنکھ سے نکل کر بائیں آنکھ میں تیرنے لگے، اس نے چند لمحوں بعد کٹنے والی اپنی گردن عجیب الوہی وقار سے اٹھائی اور ابوسفیان کی سانپ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے عجیب شادکامی میں خوش خیال ہو کے اپنی گیلی آنکھوں میں آسمان کے سارے تاروں اور چاند کی چمک لا کے بولا میرے آ قا ﷺ میری جگہ ہوتے تو بہ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ایک کانٹا چبھ جائے جب وہ اپنے گھر میں ہوں اور میں اپنے بال بچوں میں آرام کروں۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا میں نے دنیا میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس سے اس کے ساتھی اتنی محبت کرتے ہوں۔ یہ بات کہہ کے ابوسفیان پیچھے ہٹا اور اشارہ کیا کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے۔ کٹتے ہوئے سر کے لبوں پہ آخری لفظ تھا ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کہتے ہیں کہ پانچ سو کلومیٹر دور آ قا ﷺ نے مدینہ میں لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تڑپ کر جواب دیا ''وعلیکم السلام''[۲۴]

باب نمبر سو ''بنو نضیر'' کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو ایک ''بدرِ ثانی'' کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو دو ''بنی مصطلق'' کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں اُمہات المومنین کی فضیلت، واقعہ افک اور پردے کا حکم ذکر کیا گیا ہے۔ اسی باب میں سورۃ المنافقین کے نزول کا بھی ذکر ہے۔ باب نمبر ایک سو تین ''جنگ خندق'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی کو بڑے مؤثر انداز میں بیان

---

[۲۴] کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آ قا ﷺ**، ۸۱۳۔ ۸۱۵

کیا گیا ہے۔ باب نمبر ایک سو چار "بنو قریظہ" کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو پانچ "شراب حرام" کے عنوان سے ہے۔ شراب وہ مشروب ہے جو صدیوں سے بنی انسان کی سماجی زندگی کا حصہ رہا۔ خاص طور پر جہاں میٹھے، خوشگوار، مہکتے پھلوں کی بہتات ہوتی وہاں شراب بنانے کی بھٹیاں لگ جاتیں، جو پھل صحت کی بقا کی ضمانت ہوتے وہ ایک بدبودار لعاب بن کے انسانی اعضاء اور ہوش و حواس بگاڑنے لگتے۔ ۶ ہجری کا سال چڑھ گیا تھا اکثر پاکیزہ صفت، نیک اطوار، صالح مسلمان نہ صرف اس سے دور رہتے بلکہ دل میں اسے بُرا سمجھتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو اعلانیہ اس کے خلاف تھے، کئی بار سیدنا عمر نے آقا ﷺ سے عرض کی کہ اللہ کے حضور عرض فرمائیں آسمان سے شراب کے متعلق کوئی حکم نازل ہو کیونکہ یہ صحت اور مال دونوں پہ بھاری ہے۔ لوگ اسے پی کے ہوش میں نہیں رہتے، آسمان پہ بات سنی گئی، قرآن میں سورۃ البقرۃ کی ۲۱۹ آیت کا نزول ہوا، بعد ازاں حرمتِ شراب کے بارے میں تدریجاً آیات نازل ہوئیں۔[۲۵] باب نمبر ایک سو چھ "سیدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ" کے نام سے ہے جن کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں آئے، پوچھا کیا انہیں پہچانتے ہو؟ جنہیں تم نے ستون سے باندھا ہوا ہے انہوں نے نفی میں سر ہلایا، رسول اللہ ﷺ بولے یہ ثمامہ بن اثال ہیں بنو حنیفہ کے سردار۔ یمامہ کا بادشاہ۔ حکم دیا اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ اس کے بعد ان کا قبولِ اسلام کا تمام تر واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر ایک سو سات "صلح حدیبیہ" کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو آٹھ "ابو بصیر رضی اللہ عنہ" کے نام سے ہے۔ جو مکہ سے بھاگ کے مسجد نبوی میں پہنچے۔[۲۶] باب نمبر ایک سو نو "جنگ خیبر" کے عنوان سے ہے۔

باب نمبر ایک سو دس "سنو بادشاہو" کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں نبی کریم ﷺ نے تمام بادشاہوں کو خط لکھوائے۔ ان تمام تر خطوط کی تفصیل اس باب میں ذکر کی گئی ہے۔ باب نمبر ایک سو گیارہ "عمرۃ القضاء اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا" کے عنوان سے ہے۔ صلح حدیبیہ کو ایک سال پورا ہو گیا تھا۔ صلح نامے کی شرط کے مطابق امن سے عمرہ کرنے کا وقت آ گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ اسی عمرہ کے دوران مکہ کی معزز بیوہ خاتون سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا آپ سے بے حد متاثر ہوئیں، انہوں نے اسلام قبول کرنے کے علاوہ نبی کریم ﷺ کو دعوت بھیجی کہ وہ آپ کی زوجیت کا شرف حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اللہ کے حکم کے مطابق نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا اور یہ نبی کریم ﷺ کی آخری زوجہ ہیں اور یہ آقا ﷺ کی وفات کے بعد آدھی صدی تک زندہ رہیں۔[۲۷] باب نمبر ایک سو بارہ "خالد بن ولید رضی اللہ عنہ" کے نام سے ہے۔ جس میں ان کی بہادری اور اچھے کارناموں کو بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر ایک سو تیرہ "جنگ موتہ" کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو چودہ "سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ" کے نام سے ہے۔ اس باب میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی عسکری حکمتِ عملی کو بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر ایک سو پندرہ "فتح مکہ قریش کی بدعہدی" کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو سولہ "فتح مکہ کا جھنڈا احجون میں" کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو سترہ "فتح مکہ کا مرکزی دفتر شعب ابی طالب میں" کے عنوان سے ہے۔

باب نمبر ایک سو اٹھارہ "فتح مکہ فیصلے کی گھڑی" کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں نبی کریم ﷺ کی شایانِ شان بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنے دشمنوں کو کیسے معاف کیا؟ باب نمبر ایک سو انیس "اشتہاری ملزم" کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں اشتہاری ملزم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اکیس سال میں نبی کریم ﷺ نے انتہائی سفاکانہ جرائم میں ملوث پندرہ لوگوں

---

[۲۵] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۸۷۵۔۸۷۹

[۲۶] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۹۰۵۔۹۰۷۔

[۲۷] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۹۴۱۔۹۴۲۔

کے نام لکھ کر خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا اور کہا کہ یہ لوگ قابل گرفت ہیں، جہاں دیکھو، پکڑ لو، مار دو، چاہے وہ کعبے کے پردوں میں ہی کیوں نہ چھپے ہوں۔ان پندرہ لوگوں میں چھ شاعر مرد اور چار عورتیں بھی تھیں۔[۲۸] باب نمبر ایک سو بیس ”ہوازن اور حنین“ کے عنوان سے ہے۔

باب نمبر ایک سو اکیس ”طائف کا محاصرہ“ کے عنوان سے ہے۔ حنین اور ہوازن کے واقعہ کے بعد دشمن اپنا مال و اسباب، بال بچوں کو چھوڑ کر طائف میں پہنچ گئے۔آ قاﷺ نے بھاگتے دشمن کے پیچھے اللہ کی تلوار (خالد بن ولید) لگا دی۔ یاد رہے یہ وہی جگہ ہے جہاں گیارہ سال پہلے آپ ﷺ اپنے جانثار غلام، منہ بولے بیٹے، زید بن حارث کے ساتھ مکہ سے پیادہ بغیر کسی سواری کے پناہ کی تلاش میں اور ہدایت دینے آئے تھے اور ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کا تمسخر اُڑایا اور اب یہ تمام لوگ نبی کریم ﷺ کے رحم و کرم پر تھے۔آ قا نے محاصرہ چھوڑنے کا حکم دے دیا، شہر کو قید کر کے پھر آزاد کرنے کا حکم دے دیا۔[۲۹]

باب نمبر ایک سو بائیس ”اونٹوں کی تقسیم اور چہ مگوئیاں“ کے عنوان سے ہے۔ابدال بیلا صاحب اس باب کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

> ”جب لوگوں نے محسوس کیا چاندی، اونٹ اور بکریوں کی تقسیم میں آ قاﷺ کا قریش کے نئے نئے مسلمان ہوئے یا ہونے والے لوگوں کے لیے ہاتھ فراخ ہے اور مدینے کے انصار میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں کہ جو اکیس سال ان کے دشمن رہے وہ دس دن میں اتنے لاڈلے ہو گئے کہ سارا مال و اسباب انہیں پر لٹا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے مختلف گروہِ انصار کی چہ مگوئیاں سنیں، پھر فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اور لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمد ﷺ کو لے کر گھر لوٹو۔۔۔آپ ﷺ کی یہ تمام تر گفتگو سننے کے بعد انصاریوں کی چیخیں نکل گئیں، رو رو کے چہرے ڈھل گئے، آنسوؤں کی قطاریں لگ گئیں، ہر ایک پکار رہا تھا یا رسول اللہ ﷺ! صرف آپ درکار ہیں، یا رسول اللہ ﷺ! صرف آپ ہی کافی ہیں۔[۳۰]

باب نمبر ایک سو تئیس ”تبوک“ کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو چوبیس ”آمدِ وفود“ کے عنوان سے ہے۔اس باب میں تمام وفود کی آمد اور ان کی نبی کریم ﷺ سے ہونے والی تمام ملاقات کا تفصیلاً ذکر ہے۔ باب نمبر ایک سو پچیس ”حجۃالوداع“ کے عنوان سے ہے۔ باب نمبر ایک سو چھبیس ”غدیر خم“ کے عنوان سے ہے۔[۳۱]

باب نمبر ایک سو ستائیس ”الوداع“ کے عنوان سے ہے۔اس باب میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت اور قرآن میں آپ کی بیان کردہ شان، آپ کی وہ تمام تر تکلیفیں جو قریش مکہ کی طرف سے آپ کو دی گئیں اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا آپ کی ڈھارس بندھانا اور آپ کو کامیابیوں سے نوازنا بیان کیا گیا ہے۔اس کے بعد ابدال بیلا صاحب نبی کریم ﷺ کی طبیعت میں بگاڑ اور آپ کے ماقبل فی وصل الحبیب کے تمام تر اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جس میں آپ کا احد کے شہیدوں کی قبروں کے پاس جانا، دعا فرمانا اور پھر زندوں کی طرف رخ کر کے ان کو وصیتیں کرنا بیان کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ ازواج مطہرات کے ساتھ مختصر مکالمہ کا بھی ذکر ہے۔ نبی کریم ﷺ کی صحابہ کرام کے ساتھ جو آخری گفتگو تھی وہ بڑی رقت آمیز بیان کی گئی ہے۔جس میں آپ نے فرمایا: میرے دوستوں میں سے مجھ پر کسی کا احسان ابو بکر کے برابر نہیں اگر میں خدا کی طرف سے

---

[۲۸] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آ قاﷺ، ۱۰۲۶۔۱۰۳۰۔

[۲۹] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آ قاﷺ، ۱۰۳۱۔۱۰۳۴۔

[۳۰] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آ قاﷺ، ۱۰۳۶۔۱۰۳۸۔

[۳۱] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آ قاﷺ، ۱۰۹۷۔۱۱۰۰۔

کسی کو اپنا خلیل بنانے کا مجاز ہوتا تو میں ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ میں خود کو آپ کے روبرو قصاص کے لیے پیش کرتا ہوں، اگر کسی کو کبھی کوئی تکلیف پہنچائی ہو تو میں اب حاضر ہوں، مجھے بھی ویسے ہی تکلیف پہنچاؤ۔۔۔ آخر میں حوضِ کوثر پہ ملنے کا وعدہ کیا، بیماری کی شدت بڑھتی گئی، نبی کریم ﷺ نے کہا کاغذ اور قلم لاؤ ایک تحریر لکھوا دوں جس سے تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے، آپ ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ پہلی یہ کہ مشرکین اور یہود کو جزیرہ نما عرب سے نکال دینا۔ دوسرا حکم یہ تھا کہ وفود کے مہمانوں کو تحفے اور ہدیے دیا کرنا جیسے میں دیا کرتا تھا۔ تیسرا حکم اُسامہ کے لشکر کی روانگی یا قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانے کا حکم، غلاموں کا خیال رکھنے اور نماز قائم کرنے کے بارے میں تھا۔ مغرب کی نماز نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی، عشاء کے وقت مرض میں شدت پیدا ہوگئی، بخار بڑھ گیا تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کو امامت کا حکم دیا۔۔۔ تمام ازواج مطہرات، اہل خانہ اور صحابہ کرام کی کیفیات بیان کی گئی ہیں جو نبی کریم ﷺ کی اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے وقت تھیں۔[۳۲]

۶. سیرت پاک آقا ﷺ کا منہج واسلوب

ابدال بیلا صاحب کی کتاب کے اسلوب کی بات کی جائے تو ہمیں یہ مکمل ادبیانہ اسلوب لگتا ہے۔ لفظوں کی بناوٹ اور ان کو پھر چاشنی میں ڈبو کر بیان کرنا ان کا ہی طرہ امتیاز ہے۔ اس کے علاوہ ان کا منہج کتاب درج ذیل خوبیوں کا حامل ہے۔

۶.۱ قرآن سے استفادہ

واقعہ کو مد نظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے قرآنی آیات کا ترجمہ بیان کرتے ہیں۔

''ہم نہیں نازل ہوتے ہیں مگر تمہارے رب کے حکم سے اس کے واسطے وہ جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان میں ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں۔'' [سورۃ الکہف][۳۳] ''زمین میں جس قدر درخت ہیں ان سب کی قلمیں بنائی جائیں اور اس سمندر جیسے سات سمندروں کی سیاہی ہو تو کلماتِ الٰہی ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔[۳۴] ''جو لوگ مسلمان ہیں، یہودی ہیں یا عیسائی یا ستارہ پرست جو خدا اور روزِ قیامت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو ایسے لوگوں کو ان کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔'' (البقرۃ: ۶۲)[۳۵]

۶.۲ لغوی بحث

ابدال بیلا صاحب کسی بھی باب کے آغاز میں اگر کوئی لفظ ایسا آیا ہے جو کہ خاص بھی ہے اور لفظوں کا مرکب بھی تو اس پر لغوی بحث کرتے ہیں۔ مثلاً: قریش اور مکے کی حکمرانی'' باب میں لفظ ''قریش'' کی وضاحت وہ کچھ یوں کرتے ہیں۔ قریش کا لفظ تقرش سے مشتق ہے۔ اس کے معنی بکھرنے کے بعد جمع ہو جانا۔ قصیٰ نے ان کو جمع کیا تو ان قبائل کا اجتماعی نام ''قریش'' ہو گیا۔ اس کے بعد تقرش کا لفظ صفاتی لحاظ سے کسب اور تجارت کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ چونکہ ان جمع ہوئے قبائل کا عمومی کسب تجارت ہی تھا۔ تقرش کے ایک معنی تلاش اور جستجو کرنے

---

[۳۲] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۱۰۳۔۱۱۳۶۔
[۳۳] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۶۸۔
[۳۴] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۷۱۔
[۳۵] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۷۱۔

کے بھی ہیں۔ قصیٰ نے اپنے اجداد کے قبائل یکجا کرنے کے لیے ان کی تلاش اور جستجو بھی کی تھی۔ یوں یہ نام قریش کی ایک اور مساحت بن گیا۔ اور قرش ایک بڑی سمندری مچھلی کو کہتے تھے جو چھوٹی مچھلیاں کھا جاتی تھی۔ انہوں نے اپنے قریشی نام سے دوسرے قبائل کو یہ بھی جتادیا کہ اب تم ہمارا لقمہ بنو ہی بنو۔ چھٹی وجہ کنانہ بن خزیمہ کے پوتے کا نام قرش تھا۔ اس کا قبیلہ بھی ان قبائل کی جتھہ بندی میں مکہ آگیا۔

۶.۳ اشعار سے مزین

کتاب کو مزید مزین کرنے کے لیے عرب کے عام و خاص کے اشعار بھی ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے بر موقع محل کہے ہیں۔ مثلاً قصیٰ کی وفات پر ان کی بیٹی تخمرہ کا لکھا ہوا مرثیہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

"سونے والے رات سو رہے تھے کہ موت کی خبر دینے والے بُرے آدمی نے
دروازہ کھٹکھٹایا اور
قصیٰ کے مرنے کی خبر دی اس قصیٰ کے جانے کے بعد
جو قوم کا سردار تھا، رہبر تھا، سخی اور کریم تھا۔"[۳۶]

سیدنا ابو طالب بہت بڑے پائے کے شاعر تھے۔ ان کی وہ نظمیں جو مدحتِ رسول میں انتہائی اہم مقام رکھتی ہیں ان کو بھی ابدال بیلا نے نقل کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

"محمد ﷺ بن عبداللہ اکیلے نہیں ہیں بنو ہاشم کا پورا قبیلہ
بنو عبدالمطلب اور بنو مطلب آپ کی ڈھال ہے ہم سب آقا ﷺ پر قربان ہو جائیں گے
لیکن کسی گھمنڈی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ آقا ﷺ سے بدزبانی کرے۔۔۔
ہم ان کا بال بیکا بھی نہیں ہونے دیں گے آقا ﷺ پوری انسانیت کی شان ہیں
بچپن سے سچے صادق اور الامین ہیں۔"[۳۷]

اس کے علاوہ ابدال بیلا صاحب عبداللہ بن الزلوی کے اشعار صفحہ نمبر ۱۰۸ پر بیان کرتے ہیں اور قصیدہ لامیہ کو صفحہ نمبر ۴۱۹ پر بیان کرتے ہیں۔ عبدالمطلب کے کہے گئے اشعار جو انہوں نے اپنے بھتیجے شیبہ کے لیے کہے صفحہ نمبر ۱۲۴، ۱۲۵ پر بیان کرتے ہیں۔

۶.۴ کتب مقدسہ سے استدلال

نبی کریم ﷺ کی آمد کی پیشین گوئیاں ہندوؤں کی کتب اور دیگر کتبِ مقدسہ سے ان کے اصل حوالوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً: تورات میں لکھا ہے اور وہ لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے ایک آتشی شریعت ہے۔ اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا اور وہ فاران کے بیابان میں رہتا ہے۔[۳۸] انجیل مقدس میں۔

---

[۳۶] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۰۴۔
[۳۷] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۶۳۔
[۳۸] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۵۵۔

اور جب فارقلیط آئے گا تو دنیا کو گناہ کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ (انجیل یوحنا، ۱۶: ۸)[۳۹] لیکن جب وہ فارقلیط آئے گا تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی میری گواہی دو گے۔ (انجیل یوحنا، ۱۵: ۲۷)[۴۰]

٦.۵ غیر الہامی کتب سے استفادہ

نبی کریم ﷺ کی فضیلت جو ہندوؤں کی کتب میں ذکر کی گئی ہے ان کو بھی بیان کرتے ہیں۔

ہندوؤں کی کتاب اتھر وید جس میں نبی کریم ﷺ کی ساری کہانی، نشانیاں اور ان کی صفات پر چودہ منتر ہیں، ان کو ابدال بیلا نے اس اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ مثلاً: منتر: ۴۔ تبلیغ کر اے احمد! تبلیغ کر۔ جیسے چڑیاں پکے ہوئے پھل والے درخت پر چہچہاتی ہیں۔ تیری زبان اور تیرے ہونٹ قینچی کے دونوں پھلوں کی طرح چلتے ہیں۔[۴۱]

ابدال بیلا صاحب پھر اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ یہ قرآن کی قرأت کو چڑیوں کی مدح بھری لہن آور چہچہاہٹ کہا ہے جو ہدایت اور تبلیغ کا ذریعہ ہے۔

منتر: ۸۔ نبی کریم ﷺ کی فضیلت اس میں بیان کی گئی ہے۔ وہ دنیا کا سردار دیوتا ہے۔ سب سے افضل انسان ہے۔ سارے لوگوں کا رہنما اور سب قوموں میں معروف۔ اس کی اعلیٰ ترین تعریف وثناء گاؤ۔[۴۲]

٦.٦ دیگر کتب سیرت سے استفادہ

ابدال بیلا صاحب کتاب کو مزید مستند کرنے کے لیے دیگر کتبِ سیرت سے روایات بھی نقل کرتے ہیں۔ مثلاً: خصائص کبریٰ سے سیدنا ابوطالب کا قصیدہ نقل کرتے ہیں۔

الم یاتکم ان الصحیفة مذقت وان کل ما لم یرضه الله یفسد[۴۳]

٦.٧ ہندی زبان کا استعمال

ابدال بیلا ہندی زبان کے الفاظ بھی اکثر وبیشتر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً: باب ''قریش اور مکے کی حکمرانی میں'' لکھتے ہیں: مکہ کی پاوتر بستی میں کوئی خون خرابہ نہ ہو۔[۴۴] باب ''رستم قریش سیدنا حمزہؓ'' خانہ کعبہ سے کوئی سوا سو گز دور صفا کی پہاڑی کا موڑ مڑتے سمے حمزہ کا گھوڑا دلکی چال

[۳۹] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۶۲۔
[۴۰] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۶۲۔
[۴۱] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۷۲۔
[۴۲] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۷۲۔
[۴۳] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۴۱۸۔
[۴۴] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۰۵۔

میں خراماں خراماں عجیب حسن بھرے وقار سے قدم اٹھا رہا تھا۔[۴۵] ایک باب کا نام ہی ہندی زبان کے لفظ ''پریم پتر'' سے منسوب ہے۔[۴۶] ابدال بیلا صاحب کتاب کے آخر میں ۱۹۳ کتب کی فہرست بھی درج کرتے ہیں۔[۴۷]

۷. کتاب کی خصوصیات مصنف کی نظر میں

یہ کتاب ایک غلام کی اپنے اور پوری کائنات کے آقا ﷺ کے لیے ایک ہدیہ تبریک ہے۔ دوسرا اس کتاب میں اپنی علمیت، فوقیت، عظمت، خطابت یا اپنے کسی مسلک کا حوالہ نہیں دیا، کہیں بحث نہیں چھیڑی، کسی دوسرے لکھنے والے کو رد نہیں کیا، بلاوجہ کوئی واقعہ بار بار لکھ کے قاری کو تھکایا یا کنفیوز نہیں کیا۔ کوشش یہی ہے کہ پڑھنے والا جو بھی پڑھ رہا ہے وہ زمانی ترتیب سے تمام تفاصیل کے ساتھ اس منظر میں ایسے جا ملے کہ وہ خود کو اس کا شاہد سمجھے جیسے خود دیکھ رہا ہو، خود بیت رہا ہو۔ یہ کتاب توڑنے والی نہیں لوگوں کو آقا کی محبت کے صدقے جوڑنے والی کتاب ہے۔ یہ اس محبت کے سفر کی روداد ہے جو ایک غلام اپنے آقا کی طرف قدم قدم بڑھتے ہوئے سر کرتا ہے جو طوفان، جھکڑ، گرد باد اور سنہری وجد بھرے مسرور لمحے آئے، سارے اس کتاب میں رکھ دیئے، لکھتے سمے جو آنسو تڑپ کے کاغذ پہ گرے وہ تو میرے ناشر نے کتاب چھاپتے ہوئے چھپا لیے مگر آقا ﷺ کی محبت بھرے آپ کے دل سے کشید ہوئے، آپ کی آبرومند آنکھوں کے آنسو اس کتاب پہ گریں تو سمجھ لینا آقا ﷺ کی خوش خصال نگاہ نے آپ کی خوش بخت جبیں دیکھ لی ہے۔[۴۸]

اس کے علاوہ ادبی زبان کی چاشنی، ان کی کتاب کو مزید مزین اور دل نشیں بناتی ہے اور پڑھنے والے کا ربط ایسا جوڑتی ہے کہ اگر اس نے ایک صفحہ پڑھنے کا سوچا ہو تو وہ ان گنت صفحات پڑھ لیتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کو اتنی گہرائی اور اتنی عقیدت سے بھرپور الفاظ کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے کہ کتاب میں اکثر واقعات و لمحات ایسے آتے ہیں جس میں قاری کی آنکھیں بھر آتی ہیں۔

۸۔ حاصل کلام

سرزمین پاکستان کو خالقِ کائنات نے بے شمار قیمتی ہیرے عطا کیے ہیں۔ یہ قیمتی ہیرے عساکرِ پاکستان کے وہ بہادر نوجوان ہیں جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر وطن کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور میدانِ جنگ میں اپنی جرات و شجاعت کے مظاہرے کے ساتھ ساتھ قلم کے ذریعے اپنے جذبات واحساسات کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کے فن سے بخوبی آشنا ہیں۔ انہی اعلیٰ درجے کے قلم کاروں میں کرنل ابدال بیلا صاحب بھی ہیں۔ کرنل ابدال بیلا کا ادیبانہ اسلوب میں کتب تالیف کرنے کا مقصد نثر میں ایسی ادبی چاشنی اور رنگ پیدا کرنا ہے کہ عامۃ الناس میں وہ لوگ جو ذرا دقیق الفاظ اور توضیح طلب عبارتوں کو پڑھ کر جلد ہی کتب سے اکتا جاتے ہیں ان میں مطالعہ شوق کو اُجاگر کرنا ہے۔ آقا ﷺ کا اسلوب بیان ادبی اور اُردو زبان کی چاشنی لیے ہوئے ہے۔ عام اسلوب سیرت نگاری سے ہٹ کر مبالغہ آرائی اور تخیلاتی اسلوب سے پرہیز کیا گیا ہے۔ واقعاتِ سیرت کو منفرد اسلوب اختیار کرتے ہوئے زمانی ترتیب سے مرحلہ وار بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ایک خاصیت یہ ہے کہ بڑے جامع مگر مختصر انداز میں نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے سلسلہ نسب، اخلاق و عادات اور صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ دیگر عسکری سیرت نگار رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ہی آغاز کرتے ہیں۔

---

[۴۵] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۷۹۔

[۴۶] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۳۲۵۔

[۴۷] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۱۱۳۷۔۱۱۴۴۔

[۴۸] کرنل ابدال بیلا، سیرت پاک آقا ﷺ، ۲۴۔۲۵۔

سیرت پاک آقا ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذاہب عالم کے بھی طالب علم ہیں۔ کیوں کہ اس کتاب میں کتب مقدسہ کی روایات بھی نبی کی شان کو بیان کرتی ہیں۔ تاریخی مطالعہ، ادبیانہ انداز، تقابلی مطالعہ، گفتگو شستہ زبان، جملوں میں ربط، سادگی، ان کی تبویب اور اس کے عنوانات، دوسرے عسکری سیرت نگاروں سے منفرد اور دلنشین ہیں جوان کے عاشق رسول ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ادیب اور اُردو زبان پر ملکہ رکھنے کا ثبوت ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے ہر گوشہ پر بڑی ہی دلنشین اور خوبصورت انداز میں گفتگو کی ہیں۔ آپ کی پیدائش کے معجزات سے مل کر اوائل عمری تک کے تمام واقعات بحیثیت مؤرخ لکھتے ہیں پھر چاہے وہ آپ کا صحن کعبہ میں اپنے چچا حضرت حمزہ اور دو سال چھوٹی پھوپھی صفیہ سے کھیلنا ہی کیوں نہ ہو۔ ابدال بیلا صاحب نبی کریم ﷺ کی فضیلت دیگر انبیاء اور دیگر مذاہب مقدسہ میں اس کو بڑے خوبصورت اور مدلل انداز میں نقل کرتے ہیں۔[49]

نبی کریم ﷺ کے معجزات اور خصوصیات بھی اس کتاب میں ذکر کی گئی ہیں جس میں معراج پاک، شق صدر، کے واقعے کو عصر حاضر کی امثال سے بیان کیا گیا ہے۔ شق صدر میں ابدال بیلا لکھتے ہیں کہ شق صدر کے واقعات میں دل چیرا تو گیا اس کے اندر سے کوئی شے نہ نکالی گئی، ہر بار اُجلی سفید براق برف جیسے نور کا منجمد پیکٹ، دل میں ڈالا گیا۔ وہ لکھتے ہیں برف میں ڈھلا اجلا نور کیا ہے؟ انسانی دل کو غیر معمولی واقعات اور غیر معمولی سفر کے لیے تیار کرنا شاید یہ آسمانی راز ہے۔ بہر حال دنیاوی طور پر ہمارے لیے سوچنے والوں کو ایک انعام ملا ہے اس حقیقت پر غور کرنے کا کہ دل چیرتے سمے اور چیرنے کے بعد جسم کو برف سے دھونا جدید میڈیکل سائنس میں تمام تر سرجری کی اساس بن گیا ہے۔ آج بھی ہر قسم کی سرجری میں بہتے ہوئے خون کو روکنے کا بہترین طریقہ کولڈ سپانجنگ ہے۔ کرائیو سرجری میں کٹے ہوئے جسم سے خون نہیں بہتا۔[50]

نبی کریم ﷺ کی خصوصیات بزبان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ آپ قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ہر مہمان کی خوش دلی سے تواضع کرتے ہیں۔ غریبوں کے مددگار، مسکینوں کے مولا، یتیموں کا خیال رکھنے والے، دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے، کمزور کی دادرسی آپ کرتے ہیں۔ مسکرا کر ہر ایک کو تکتے ہیں۔ ہر معاملے میں ایمان دار، صادق اور سچے، جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا، جو کسی نے اپنی امانت آپ کے پاس رکھی، آپ نے سنبھالی اور کبھی خیانت نہ کی۔۔۔"[51]

ابدال بیلا صاحب نے نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک کو بڑی ہی محبت اور عقیدت سے بیان کیا ہے اور تمام واقعات کو زمانی ترتیب سے نقل کرتے ہیں۔ ڈاکٹر کرنل ابدال بیلا کی کتب تحقیق کے تمام تقاضوں پر پورا اترتی ہیں اور کتاب کے منہج واسلوب کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دیگر سیرت نگاروں کی طرح ان کی کتاب سیرت پاک آقا ﷺ، فن سیرت نگاری میں ایک منفرد ادبیانہ کاوش ہے۔ اس کے علاوہ ان کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عساکرِ پاکستان میں عسکری تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری کا رجحان بھی پایا جاتا ہے جو نظریہ پاکستان کا آئینہ دار بھی ہے۔

---

[49] کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آقا ﷺ**، ۱۵۳۔۱۵۴۔
[50] کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آقا ﷺ**، ۲۲۶۔
[51] کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آقا ﷺ**، ۳۱۵۔۳۱۷۔

کتابیات

القرآن الکریم

میمونہ فاطمہ، **کرنل ابدال بیلا کی افسانہ نگاری**، غیر مطبوعہ برائے ایم۔اے اُردو، (اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی ماڈرن لینگویجز، اگست ۲۰۰۳ء تا جون ۲۰۰۵ء)

کرنل ابدال بیلا، **سیرت پاک آقا ﷺ**، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۲۲ء)

ڈاکٹر طاہرہ سرور، **عساکرِ پاکستان کی ادبی خدمات اُردو نثر میں**، (لاہور: اکادمیات، ۲۰۱۳ء)

نورِ تحقیق (پاک فوج کے اہل قلم)، (لاہور: گیریژن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۹ء)

کتاب مقدس بائبل، (لاہور: انارکلی پاکستان بائبل سوسائٹی)

محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دارالسلام، ۱۴۱۷ھ)